بے نفسی اور علم پروری کا ایک حیرت انگیز واقعہ

وفاقی حکومت کے مرکزی وزیر سے گفتگو کاٹ کر ایک طالبعلم اور ادنیٰ خادم سے توجہ و عنایت اور کمال شفقت کا معاملہ کرنا اصاغر نوازی، علم پروری اور بے نفسی نہیں تو اور کیا ہے؟

مولانا مقصود گل کرک فاضل حقانیہ

اپنے زمانۂ طالبعلمی کا ایک دلچسپ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی تواضع وانکساری اور طلباء علوم دینیہ سے کمال شفقت و انتہائے محبت کا حیرت انگیز واقعہ کبھی بھولنے کا نہیں۔ اپنی ان گنہگار آنکھوں سے علماء صلحاء اور دسیوں راہنما دیکھے مگر حضرتؒ کی شان ہی نرالی تھی۔ سیاسی عظمت، علمی وجاہت اور تقدس و بزرگی کے چرچوں اور وزیروں امیروں سے تعلق اور ہجوم کے وقت بھی طلباء علوم دینیہ پر وہی شفقت رہی جو درسگاہ اور دارالعلوم میں ہوا کرتی تھی یہی تو یہ انسانیت کی تکمیل اور قرآنی ہدایات کی تعمیل ہے۔ عبداللہ ابن ام مکتومؓ کے واقعہ میں بھی تو قرآن نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی وساطت سے آپ کے ورثاء کو یہی سبق پڑھایا ہے۔

غالباً میرا دورۂ حدیث کا سال تھا اور دارالحدیث کے مغربی جانب کمرہ نمبر ۱۲ میں میرا قیام تھا، میں اپنے کمرہ میں مصروف مطالعہ تھا کہ ایک صاحب نے دروازہ کھٹکھٹایا، احقر باہر نکلا ایک صاحب نے اپنا تعارف کرایا، معلوم ہوا کہ موصوف وفاقی حکومت کے مرکزی وزیر ہیں، کہنے لگے حضرت مولانا عبدالحق صاحب (رح) سے ملاقات کرنی ہے۔ احقر ان کے ساتھ ہولیا۔ موصوف سرکاری گاڑی اور پروٹوکول کے ساتھ آئے تھے احقر کو ساتھ بٹھایا، حضرتؒ کے گھر احقر انہیں لے گیا اور بیٹھک میں انہیں بیٹھنے کے لیے کہا۔ وزیر موصوف بیٹھک کو دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ اتنے بڑے آدمی، اتنا مقام اور نام اور یہ معمولی اور سادہ کمرہ بیٹھک کا۔

بہر حال بتانا یہ ہے کہ جب حضرت شیخ الحدیثؒ گھر سے تشریف لائے وزیر موصوف سے ملاقات ہوئی اور ضیافت کے لیے چائے، بسکٹ اور اس سے قبل فروٹ رکھا گیا حضرت مولانا صاحبؒ نے وزیر موصوف، ان کے رفقاء کو اور احقر کو بھی دسترخوان پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ ہم لوگ بھی بے تکلفی سے حضرتؒ کی ضیافت میں شریک ہوگئے۔ مولانا عبدالقیوم حقانی جو اُن دنوں غالباً درجہ موقوف علیہ کے طالب علم تھے اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے ہاں اُن کے بھائی کے بالاخانہ میں رہا کرتے تھے حضرتؒ کی خدمت اور مسجد شیخ الحدیث میں امامت کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی مہمانوں کیلئے ضیافت کا سامان حضرت الشیخؒ کے اشارہ پر مولانا حقانی صاحب ہی لائے۔ حقانی صاحب کی حیثیت اُس وقت ایک ادنیٰ طالب علم اور خادم کی تھی لہٰذا دسترخوان سجا کر موصوف ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ وزیر موصوف کے ساتھ مصروفِ گفتگو تھے کہ اچانک آپ کی حقانی صاحب پر نظر پڑ گئی تو وزیر سے گفتگو کاٹ کر حقانی صاحب سے فرمانے لگے "آجائیے اور آپ بھی کھانے میں شریک ہوجائیے!" موصوف آمادہ نہ ہوئے تو حضرتؒ نے باصرار ان کو دسترخوان پہ بلا لیا۔

اُس وقت حضرتؒ کا اصرار اور ایک ادنیٰ خادم اور طالب علم پر توجہ، وزیر کی موجودگی میں اُس سے گفتگو کاٹ کر اپنے ایک ہمہ وقتی رفیق اور کارکن بلکہ خادم کی اس قدر رعایت کرنا یہ علم پروری، اصاغر نوازی اور بے نفسی نہیں تو اور کیا ہے؟ صرف بلانا اور دسترخوان پر بٹھانا مقصود نہ تھا بلکہ جس توجہ، احترام، شفقت اور اصرار کا انداز، مجھے یاد ہے وہ اتنا پیارا اور حیرت انگیز تھا کہ پوری محفل پہ ایک طالب علم کی عظمت چھاگئی۔

مجھے تحریر کا سلیقہ نہیں ورنہ وہ کیفیت جو میں نے دیکھی تھی اگر کوئی صاحب قلم دیکھتے اور اس کی واقعی تصویر کشی کرتے تو آج دنیا عش عش کر اُٹھتی۔

کیا عشق نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے